اشکوں کا شور ہے مری چشم پُر آب میں
دریا بھرے ہوئے ہے سلامی لحاب میں
مومن کو کچھ نہیں ہیں خطرِ منکر و نکیر
حیدرؑ شریک ہوں گے، سوال و جواب میں

مظلومیِ حسینؑ کا مجلس میں ذکر ہے
یارو بُکا کرو، کہ ہو داخل ثواب میں

کرتا جوابِ ساقیِ کوثر سوالِ آب
آتے تھے تیرِ ظلم، ادھر سے جواب میں

اکبرؑ کے رُخ کو دیکھ کے، کہتے تھے اہلِ شام
دیکھا نہیں یہ نور کبھی آفتاب میں

روتا ہوں جب کہے کوئی "مظلومِ کربلا"
کیا بیکسی بھری ہوئی ہے اس خطاب میں

سہرا نہ دیکھا بانوؑ نے اکبرؑ کے بیاہ کا
ارماں یہ رہ گیا دلِ پُر اضطراب میں

پیری میں اُس پدر کے کلیجے کو دیکھیے
فرزند جس کا قتل ہو عینِ شباب میں

اکبرؑ جہاں سے اُٹھ گئے ناشاد و نامراد
برچھی ستم کی سینے پہ کھائی شباب میں

ہنگامِ ذبح کہتے تھے شہ "شکر اے کریم
کیا کیا مزے ملے مجھے خنجر کی آب میں"

سجادؑ کے گلے میں تھا یوں طوقِ آہنی
لگتا ہے جس طرح سے گہن آفتاب میں

ق

کہہ کر چلا یہ حُرِّ جری جانبِ امام
دشتِ خطا سے جاتا ہوں راہِ صواب میں

آئی ندائے غیب کہ گھوڑے سے جلد اُتر
ہے پا پیادہ فاطمہؑ تیری رکاب میں

زینبؑ یہ کہتی تھیں، نہ بچے گا علیؑ کا لال
اماں برہنہ سر نظر آتی ہیں خواب میں

مرنے کو جب چلے تو بجز بیکسی نہ تھا
کوئی رکابِ سبطِ رسالت مآب میں

اک بار آئی عالمِ بالا سے یہ صدا
کس شوق سے چلا ہے تو راہِ صواب میں!

ہاں اے سوارِ دوشِ محمدؐ! سوار ہو
روح الامیں کا ہاتھ ہے تیری رکاب میں

ڈھالوں میں یوں در آتی تھی شمشیرِ شاہِ دیں
جیسے چمک کے گرتی ہے بجلی سحاب میں

ق

سجادؑ سے جو پوچھتا زخموں کا شہ کے حال
کہتے تھے، درد ہے دلِ پُر اضطراب میں

۱۹۵۰
تن پر ہزار و نہ صد و پنجاہ زخم تھے
زخمِ گلو نہیں ہے مگر اس حساب میں

ق

زنداں میں کہتی تھی یہ سکینہؑ کہ تم بغیر
کٹتا ہے دن قلق میں تو شب اضطراب میں

ظاہر میں تم گر آ نہیں سکتے تو بابا جان!
بیٹی کو آ کے شکل دکھا جاؤ خواب میں

زینبؑ نے شمر سے کہا: بیٹی نبیؐ کی ہوں
منہ تو مجھے چھپانے دے ظالم! نقاب میں

جب زخمِ شہ نہ گن سکے عابدؑ تو یہ کہا
"اِن کا شمار ہووے گا روزِ حساب میں"

شام و سحر دعا ہے خدا سے یہی انیسؔ
ہوں خاک روضۂ خلفِ بوترابؑ میں